کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا

خرّم مُراد

منشورات

00104 / 8

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمُ

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَ لُهٗ

فَقَالَ: "أَمَا فِیْ بَيْتِكَ شَیْءٌ"

قَالَ: بَلٰی حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهٗ وَنَبْسُطُ بَعْضَهٗ ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ ، قَالَ "اِئْتِنِیْ بِهِمَا" فَاَتَاهُ بِهِمَا ، فَاَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ

وَقَالَ: "مَنْ يَّشْتَرِیْ هٰذَيْنِ"؟

قَالَ رَجُلٌ: اَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قَالَ "مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰی دِرْهَمٍ"؟ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثاً، قَالَ رَجُلٌ "أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ" فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ، وَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ وَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِیَّ، وَقَالَ "اِشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَاماً فَانْبِذْهُ إِلٰی أَهْلِكَ، وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُّوْمًا فَأْتِنِیْ بِهٖ" فَاَتَاهُ بِهٖ، فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدًا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لَهٗ "اِذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ، وَلَا اَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا" فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ، فَجَآءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ، فَاشْتَرٰی بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَجِیْءَ الْمَسْاَلَةُ نُكْتَةً فِیْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ، اَوْلِذِیْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْلِذِيْ دَمٍ مُوْجِعٍ"

(ابوداؤد، جلد۳ص۱۲)

باسمہ

اپنے جیسے انسانوں کی مدد کرنا' دوسروں کی ضرورت پوری کرنا' بھوکوں کو کھانا کھلانا' مجموعی طور پر اپنے مال کو اپنا نہ سمجھنا بلکہ خدا کی امانت سمجھنا اور زندگی کے معاملات میں وسعت قلب کے ساتھ لوگوں سے معاملہ کرنا اخلاق کا ایک پہلو ہے۔ اسی ضمن میں اخلاق کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے خود کو بچائے۔ اس کا ایک پسندیدہ پہلو یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کمائے اور کام کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیلانے' سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے بہت اچھے اور انتہائی سادہ الفاظ میں' الا یہ کہ بہت زیادہ ضرورت اور مجبُوری ہو' منع فرمایا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے مانگنے لگا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے۔ ایک چادر ہے جس کا کچھ حصّہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ حصّہ نیچے بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں' یہ گھر کی کل متاع ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ ان دونوں چیزوں کو رسول ﷺ کے پاس لے آیا۔ رسول ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں ان دونوں چیزوں کو پکڑا اور کہا کہ ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ پوچھا کہ کیا کوئی اس سے زیادہ قیمت لگانے والا بھی ہے؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں ان کو دو درہم کے بدلے لیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ

نے دونوں چیزیں اس کو دے دیں۔ اور درہم لے کر سوال کرنے والے انصاری کو دیے اور فرمایا: ایک درہم کا کھانا خریدو، اور یہ کھانا اپنے گھر والوں کے لیے لے جاؤ اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ کلہاڑی خرید کے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس کلہاڑی کے اندر اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا، کلہاڑی دی اور فرمایا جاؤ اور اس کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹو، جمع کرو اور ان کو بیچ دو۔ اب میں ۱۵ دن تک تمھیں نہ دیکھوں۔

آدمی چلا گیا اور اس نے لکڑیاں جمع کرنا اور بیچنا شروع کر دیں۔ ۱۵ دن کے بعد وہ آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور بتایا کہ اب اس کے پاس ۱۰ درہم ہیں۔ پہلے تو یہ حال تھا کہ گھر کی کل پونجی ایک چادر تھی اور اب وہ ۱۰ درہم کا مالک تھا۔ اس نے اس رقم میں سے کچھ سے کپڑا خریدا اور کچھ سے کھانا خریدا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو مانگتا پھرے اور قیامت کے روز تیرے چہرے پر مانگنے کا داغ ہو۔

اپنے ہاتھ سے کمانا مانگنے سے بہتر ہے۔ مانگنا، تین آدمیوں کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ ایک وہ جسے ایسی غریبی ہو جس نے اسے زمین پر گرا دیا ہو، یا کسی کے پاس کسی کا قرض ہو اور وہ اس قرض کا ضامن ہو، یا کوئی خون کا بدلہ دینا ہو اور اسے ادا کرنے کی وہ قوت نہ رکھتا ہو۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ہے۔

یہ ایک واقعہ ہے لیکن اس کے اندر وہ سبق پوشیدہ ہے جو دوسری احادیث میں اور خود قرآن مجید میں بڑے اہتمام کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اس واقعے کے آخر میں جو بات کہی گئی ہے اس پر غور کر لیجیے کہ وہ کون سے تین آدمی ہیں جن کے لیے مانگنا جائز ہے۔ جو سوال کرتا ہے وہ دراصل اپنے چہرے پر ایک زخم لگاتا ہے۔ چہرے پر یہ زخم بے عزتی کی علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک طرف تو اس بات کی تعلیم دی اور بڑی تاکید فرمائی کہ جو بھی مانگنے والا آئے تم اس کی ضرورت کو پورا کر دو۔ قرآن مجید نے خود یہ فرمایا کہ وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ [الذاریات ۵۱:۱۹] جو مومن ہیں ان کے مال میں مانگنے والے کا اور محروم کا بھی

حق ہے۔ جب کسی کے آگے کوئی ہاتھ دراز کردے تو آدمی کوشش کرے کہ اس کا سوال پورا کردے۔ جو محروم ہیں، جن کے پاس مال نہیں ہے، جو بے سہارا ہیں، ان کا حق تو ثابت ہی ہے لیکن مانگنے والے کا بھی حق ہے۔ نہ دے سکے تو جھڑکنے کے بجائے قول معروف، یعنی بھلی بات کہے، نرم زبان استعمال کرے۔ نہ دینا چاہے، جیسے اس پر بھروسہ نہیں ہے، سمجھتا ہے کہ بار بار مانگنے والا ہے، دھوکہ دے رہا ہے، مستحق نہیں ہے، تو بھی بھلائی سے جواب دینے کا حکم ہے، مثلاً یوں کہے کہ اللہ برکت دے، اللہ معاف کرے وغیرہ۔

یہ تعلیم تو ان کے لیے ہے جن کے پاس دینے کے لیے کچھ ہے اور وہ دے سکتے ہیں۔ درحقیقت یہ تعلیم بڑی وسیع ہے۔ جس کے پاس دینے کے لیے پیسہ ہو اس کے لیے بھی راستے ہیں۔ وہ کسی کی مدد کردے۔ مدد کرنے کے لیے پیسہ نہ ہو تو جسمانی مدد کردے۔ جسمانی مدد نہ کرسکتا ہو تو کم از کم بھلی بات ہی کہے۔ اسلام میں لینے اور دینے کا بہت وسیع تصور ہے۔ اس کو نبی کریم ﷺ کی بہت سی حدیثوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

یہاں ذکر دینے والوں کا نہیں، بلکہ مانگنے والوں کا ہے۔ جن کا ہاتھ اوپر نہیں بلکہ نیچے ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پہ بیٹھ کے اور کھڑے ہو کے مختلف الفاظ میں فرماتے تھے کہ ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ جس کے پاس بھی استطاعت ہو، وہ دوسروں کو دے سکتا ہو تو وہ دے۔ جو مانگتا ہو، ہاتھ پھیلاتا ہو وہ بدتر ہے''۔ آپ ﷺ نے بہت سے طریقوں سے دُنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کی طرف متوجہ کیا ہے اور سوال کرنے کی مذمت کی ہے۔ جیسے اس حدیث میں بھی ہے کہ سوال کرنا تو چہرے پہ زخم لگانا ہے۔ چہرے کے زخم کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی پوری شخصیت داغ دار ہوگئی۔ سب انسان برابر ہیں، کوئی انسان دوسرے انسان سے بالاتر نہیں ہے کہ مالک بن بیٹھے۔ انسان اگر بلاضرورت مانگتا ہے تو وہ اپنے لیے آگ جمع کرتا ہے۔ اس حال میں اگر وہ برابر مانگتا بھی رہے، پوری زندگی مانگ مانگ کے بسر کرے تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ پورا چہرہ داغ دار ہوگا۔

ہر سوال چہرے پر ایک داغ بنا تا ہے۔

مسلمان تو نماز کے اندر ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے یہ معاہدہ کرتا ہے کہ اِیَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ، تجھ ہی سے مانگیں گے۔ آدمی اس وقت ضرورت کے وقت ہاتھ پھیلا سکتا ہے جب وہ مضطر ہو۔ مضطر کے معنی یہ ہیں کہ اس کے پاس کوئی راستہ نہ ہو، اور یہی راستہ اس کی زندگی کو بچا سکتا ہو۔ مضطر کے لیے حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں۔ مضطر کے لیے سور کا گوشت بھی حلال ہو سکتا ہے۔ اگر جان پر بنی ہوئی ہے تو شراب بھی پی سکتا ہے۔ اسی طرح مجبُوری کے وقت سوال کی اجازت ہے۔ اگر انسان مانگنے کو اپنی ضرورت بنا لے اور ذرا ذرا سی بات پر مانگے یا اس کے نفس کے اندر کوئی احساس نہ ہو، وہ بلا تکلف لوگوں سے سوال کرتا پھرے تو یہ مومن کی شان کے خلاف ہے۔ مومن اللہ کا بندہ ہے، اللہ سے تعلّق رکھتا ہے، اس سے معاہدہ کرتا ہے کہ تجھ ہی سے مانگیں گے، تیرے علاوہ دوسرے انسانوں سے نہیں مانگیں گے۔

سوال نہ کرنا انسان کے نفس کی بلندی اور بھلائی کے لیے اتنا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے اس بات کی بیعت لیا کرتے تھے کہ تم لوگوں سے سوال نہیں کرو گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سات آدمی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ مجھ سے بیعت نہیں کرو گے؟ بیعت طریقہ تھا ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا اور نیکی کا وعدہ کرنے کا۔ ہم نے ماضی قریب میں بھی حضور ﷺ سے بیعت کی تھی، اس لیے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ابھی تو آپ ﷺ سے بیعت کی ہے۔ آپ ﷺ نے وہی الفاظ دہرائے: کیا تم لوگ مجھ سے بیعت نہیں کرو گے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پھر اپنی بات دہرائی۔ چونکہ نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا تھا، اس لیے ضروری تھا کہ ہاتھ آگے بڑھایا جائے۔ ساتھ ہی ہم نے پوچھا: اب کس بات پر بیعت کی جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، نماز قائم کرو گے، اطاعت کرو گے، اور اگر مانگو گے تو صرف اللہ سے مانگو گے۔ اس بیعت کے بعد ان حضرات کا یہ

حال تھا کہ اگر گھوڑے سے چابک گر جاتا تو وہ خود نیچے اُتر کر چابک اُٹھاتے، کسی سے مانگتے نہیں تھے اور پھر گھوڑے پر سوار ہوتے۔ اب یہ بات تو بڑی معمولی ہے کہ ہم کسی سے کہیں کہ یہ کر دو اور وہ کر دو، لیکن اُنھوں نے چونکہ حضور ﷺ سے خصوصی بیعت کی تھی اور آپ ﷺ نے بڑے اہتمام اور تاکید سے یہ بیعت لی تھی، اس لیے وہ اس کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔

سب کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ ایسا ہی کریں۔ لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عزتِ نفس اخلاق کی بلندی کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ اگر کوئی چیز ہاتھ سے گر پڑے تو اسے اُٹھانے کے لیے گھوڑے پر سے اُترنا اور چڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے، لیکن چونکہ ان لوگوں کو اونچے درجات پر فائز ہونا تھا، اس لیے وہ اپنے کام خود کرتے تھے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم بھی باوجود مجبُوری کے سارے کام خود کریں۔ کسی سے اپنا کام کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لوگوں نے خود اس بات کو اس حد تک پہنچایا اور اس حد تک عمل کیا اور زندگی میں اسے اختیار کیا۔

یہ حدیث مختلف کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے خاص طور پر کہا کہ تم لوگوں سے کوئی چیز کبھی بھی نہ مانگنا اور خود ہی اس پر یہ اضافہ بھی فرمایا کہ اگر تمھارے ہاتھ سے سواری سے تمھارا کوڑا بھی گر پڑے تو کسی سے یہ مت کہنا کہ یہ اُٹھا کر دے دو، بلکہ خود اُتر کے اس کو اُٹھانا۔ پہلی حدیث میں تو یہ بات نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے اس حد تک تاکید فرمائی اور اس کی وضاحت فرمائی ہو۔ دراصل حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت اونچا تھا، اس لیے ان کی خاص تربیت کی گئی۔ اُنھوں نے کبھی مال جمع کر کے نہ رکھا۔ ان کی شہرت کی وجہ ہی ان کا یہ نقطۂ نظر ہے کہ ضرورت سے زیادہ مال رکھنا منع ہے۔ اگرچہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ آدمی زکوٰۃ دے دے اور مال کو اللہ کی راہ میں سچّے دل سے خرچ بھی کرے تو مال جمع کرنے پر اسلام میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے ایک غلام تھے جن کا نام ثَعبان تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”کوئی شخص ہے جو مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا۔

میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ جب اُنھوں نے یہ سنا تو اُنھوں نے حضور ﷺ سے بیعت کی اور اس کے بعد وہ کسی سے کوئی بھی سوال نہ کرتے تھے' کوئی چیز نہ مانگتے تھے۔ اُنھوں نے پوری زندگی اس عہد کو نبھاتے ہوئے گزار دی۔

مال مانگنا' لوگوں کے سامنے ضرورت کا اظہار کرنا ممنوع اور حرام تو نہیں ہے' لیکن یہ پسندیدہ بات نہیں ہے۔ آدمی جتنا بھی اپنے آپ کو اس سے پاک رکھ سکے وہ اخلاقی لحاظ سے بلند مقام حاصل کرے گا۔ اس کی اجازت ہے کہ ضرورت پڑنے پر آدمی مانگ لے۔ دینے کا حکم بھی ہے۔ لیکن اپنا مال بڑھانے کے لیے مانگنا' اپنا پیٹ بھرنے کی ضرورت کے لیے ہو پھر بھی سوال کرنا' مانگ مانگ کے زندگی گزارنا' دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا' اپنے نفس کی عزت کا خیال نہ رکھنا' ان چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ تین صورتیں کون سی ہیں کہ جن میں کسی آدمی کے لیے مال مانگنا اور سوال کرنا جائز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غربت اور افلاس ایسا ہو جو زمین پر گرا دینے والا ہو۔ غریب اور مفلس تو بہت سارے ہوتے ہیں۔ احادیث میں ان کی تعریف بھی کی گئی ہے۔ وہ آدمی جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانے پینے کا سامان ہو تو اس کو اس کے ختم ہونے تک مانگنا نہیں چاہیے۔ لیکن یہ اخلاقی فضیلت کی تعلیمات ہیں۔ آدمی خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ کہاں پر وہ اتنا مجبُور ہے کہ مانگ لینا چاہیے۔ دوسرے' اس آدمی کو مانگنے کی اجازت ہے جو مقروض ہو اور اس کا قرض اتنا بھاری ہو کہ وہ اسے ادا نہ کر سکتا ہو۔ وہ بھی اضطراری حالت میں مانگ سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ جو کسی دوسرے کا ضامن بن جائے' ضامن کے معنی ہیں کہ کوئی کسی دوسرے کو اپنی ضمانت پر قرض دلوا دے کہ اگر وہ قرض واپس ادا نہ کرے گا تو وہ ادا کر دے گا' اب ضامن کے پاس بھی مال نہیں ہے اور وہ قرض ادا نہیں کر سکتا تو ایسے آدمی کے بارے میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ اس کا سوال کرنا جائز ہے۔ تیسرا وہ آدمی ہے جس پر کسی خون کی دیت آتی ہو یا وہ کسی دیت کا ضامن بن جائے کہ میں ادا کر دوں گا

اور پھراس کے پاس اتنا پیسہ نہ ہو کہ وہ دیت کو ادا کر سکے' اس کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ جو آدمی بھی سوال کرتا ہے' مانگتا ہے وہ اپنے چہرے کو داغ دار اور اپنی عزت کو خراب کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اس قسم کے آدمی تیار کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایسے آدمی تیار کیے جو ایسے نہ ہوں کہ اللہ سے یہ معاہدہ کریں کہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ [ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں] اور پھر کسی دوسرے کے آگے اپنے مال میں اضافے کے لیے اور اپنی تجارت بڑھانے کے لیے قرض کی خاطر ہاتھ پھیلائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو آدمی اس طرح مال مانگتا ہے وہ گویا آگ کا انگارہ مانگتا ہے۔

اپنے مال میں مسلسل اضافے کے لیے قرض مانگنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ سفر کے لیے چیز پاس نہیں ہے' اس صورت میں اتنا ہی مانگنا جائز ہے جس سے ضرورت پوری ہو جائے اور زندگی قائم رہ سکے۔ اس سے زیادہ مانگنا ٹھیک نہیں ہے۔ کسی آدمی کو مصیبت درپیش ہو' فاقہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ محلے کا کوئی آدمی واقف کار ہو جو اس پر گواہی دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان صورتوں کے علاوہ کوئی سوال کرے تو اس کے لیے سوال کرنا بھی حرام ہے' جو مال اس طرح ملے' وہ بھی حرام ہے۔ جہاں ایک طرف اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ آدمی سخی ہو اور اپنی دولت کو بینکوں میں بھر کر نہ رکھے' اس کو سرمایہ کاری میں لگائے' لوگوں پر خرچ کرے' کاروبار سے لوگوں کو روزگار ملے' اپنے اوپر بھی خرچ کرے' کھائے' پیے' پہنے اور اپنی اولاد اور جو ضرورت مند ہوں ان پر بھی خرچ کرے لیکن دوسری طرف جو ضرورت مند ہے' اس کو جب تک مجبور اور بے کس نہ ہو جائے' سوال کرنے سے روکا گیا ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ مال پر ان کا حق ہے جو چپک چپک کر [جس طرح آدمی لحاف اوڑھ لیتا ہے' چمٹ چمٹ کر] لوگوں سے نہیں مانگتے بلکہ خود بے نیاز دکھائی دیتے ہیں اس اور بے نیازی کی حالت میں رہتے ہیں اور وہ گوارا نہیں کرتے کہ وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔

ان کی عزت نفس یہ گوارا نہیں کرتی۔ جو آدمی صرف اپنے رب کا ہی بندہ ہو اور اسی سے مانگتا ہو، یہ جانتا ہو کہ دینا اس کے ہاتھ میں ہے، قوت کے سرچشمے اس کے ہاتھ میں ہیں، سارے خزانے اس کے پاس ہیں تو جب تک مجبُور اور بے کس نہ ہو، اللہ کو چھوڑ کے کسی کے سامنے ہاتھ کیوں پھیلائے۔

یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ اگر کسی کو بغیر مانگے مال ملتا ہو تو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں لوگ اس حد تک اپنے آپ کو مال سے بے نیاز کرتے ہیں کہ اگر جائز مل رہا ہو اور بغیر مانگے مل رہا ہو تو آدمی کہتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سپرد کوئی خدمت کی۔ خدمت اس زمانے میں عموماً زکوٰۃ اور بیت المال اور صدقے کا مال جمع کرنے کی ہوا کرتی تھی۔ زکوٰۃ کا مال جمع کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا کہ آدمی نے بینک میں جمع کر دیا بلکہ بھیڑوں، بکریوں اور اونٹوں میں سے حصّہ نکالنا پڑتا تھا، جا کے حساب کرنا پڑتا تھا۔ جو لوگ یہ حصّہ وصول کر کے لاتے تھے، ان کا معاوضہ ہوتا تھا۔ جو زکوٰۃ جمع کرتے ہیں، وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا، قرآن مجید کے فرمان کے مطابق ان کا معاوضہ زکوٰۃ میں سے ہی لیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آپ کسی ایسے آدمی کو دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے لو۔ ضرورت ہو تو خرچ کر لو، ضرورت نہ ہو تو اسے اپنے مال میں شامل کر کے صدقہ کر دو، لیکن لے لو۔ جو نہ ملتا ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔ بغیر مانگے جو مل رہا ہے یا اپنی محنت کا معاوضہ ہو اس کے لینے سے غنی بننا اتنی بھلی بات نہیں ہے۔

دین نے ہر طرف سے افراط و تفریط سے بچایا ہے۔ مال سے محبت کرنے کو منع کیا ہے لیکن مال کو جمع کرنے سے منع نہیں کیا۔ مال کو اس طرح جمع کرنے سے منع کیا ہے کہ آدمی اسے سینت سینت کر رکھے۔ مال کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پہلے اپنا پیٹ بھرو، اپنے گھر والوں کا پیٹ بھرو، پھر باہر والوں کا۔ وصیّت کرنے کی اور مال دینے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن اتنا مال دینا کہ

اولاد مفلس رہ جائے اور باہر والے خوب لے جائیں مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو غنی حالت میں چھوڑ کے جائے۔

ایک تو یہ حکم ہوا کہ تمھارے مال میں مانگنے والے کا حق ہے۔ اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کرو کہ جو مانگنے آئے اسے دے دو۔ اگر دے نہ سکو تو بھلے طریقے سے منع کر دو۔ لیکن دوسری طرف یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے پاس مال ہو تو مانگنا گویا آگ کا لینا ہے۔ اگر ضرورت مند نہ ہو تو سوال کا مال کھانا حرام ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک صورت ایسی ہے کہ آدمی کے پاس کھانے کے لیے بھی نہ ہو۔

حضور ﷺ نے اپنے قریبی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی تربیت اس طرح کی کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے۔ صحیح بات یہ ہے کہ بندگی کی اصل روح یہی ہے کہ آدمی سراسر اللہ کا محتاج ہو اور اس محتاجی کے اندر پوری زندگی آجاتی ہے' مثلاً ہدایت' قانون' زندگی کیسے بسر کریں وغیرہ۔ اس کی محتاجی ہو تو دعا مانگے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم۔ بس اپنے آپ کو اللہ کے در پہ ڈال دے' سب سے بے نیاز ہو جائے اور خواہ مخواہ مانگتا نہ پھرے کہ اس سے چہرہ بھی داغ دار ہو گا اور اللہ کے حضور اس طرح آئے گا کہ چہرے پر بھیک کا داغ لگا ہو گا' جب کہ مومن تو اس طرح اللہ کے پاس جائے کہ چہرہ روشن ہو' اور دل غنی۔ انسانوں کا محتاج نہ ہو بلکہ ان کو دینے والا ہو۔ ہاتھوں سے' مال سے' جان سے جیسے مدد کر سکتا ہو کرے۔ زبان سے کسی کو خوش کر سکتا ہو تو خوش کر دے۔ ایک تو اللہ کی راہ میں دینا ہے دوسرے خود کو مانگنے سے روکنا ہے۔ جہاں یہ دونوں چیزیں ہوں گی وہاں پر توازن اور بھلائی ہو گی اور جہاں پر ان میں سے صرف ایک چیز ہو' وہاں پر بھلائی نہیں ہو گی۔ نبی کریم ﷺ نے دولت اور انسانوں کے ساتھ تعلّق کے معاملے میں انھی دو باتوں کی تعلیم دی ہے۔

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے' اس کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا سوال کرنے کو۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تیرے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ وہ بولا کیوں نہیں

ایک کمبل ہے کچھ اس میں ہم اوڑھتے ہیں کچھ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں چیزیں ہمارے پاس لے آ۔ وہ گیا اور لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ہاتھوں میں لیا اور فرمایا: کون خریدتا ہے ان دونوں چیزوں کو؟ ایک شخص بولا: میں لیتا ہوں دونوں کو ایک درہم کے بدلے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون زیادہ دیتا ہے ایک درہم سے، دو بار یا تین بار (یہی نیلام) ایک شخص بولا: میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں اور دو درہم لے لیے اور مرد انصاری کو دے کر فرمایا کہ ایک درہم کا اناج لے کر اپنے گھر میں ڈال دے اور ایک درہم کی کلہاڑی لے کر آ۔ وہ کلہاڑی لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس میں ایک لکڑی اپنے ہاتھ سے ٹھونک دی اور فرمایا: جا لکڑیاں کاٹ کر لا اور بیچ، پندرہ دن تک میں تجھے یہاں نہ دیکھوں۔ وہ شخص گیا اور لکڑیاں کاٹ کر لاتا تھا اور بیچتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا۔ اس نے دس درہم کمائے تھے۔ کچھ درہموں کا کپڑا خریدا اور کچھ داموں کا غلہ۔ آپؐ نے فرمایا: تیرے لیے یہ بہتر ہے اس سے کہ سوال تیرے منہ میں ایک داغ ہو قیامت کے روز۔ سوال درست نہیں ہے، مگر تین آدمیوں کے واسطے ایک تو وہ جو نہایت محتاج ہو، خاک میں لوٹتا ہو، دوسرا وہ جو بھاری قرضہ گھبرا دینے والا سر پر رکھتا ہو، تیسرا وہ جس نے خون کیا ہو اور اس پر دیت لازم ہو جائے اور وہ دیت نہ ادا کر سکے تو بہ مجبوری سوال کر سکتا ہے۔

(ابوداؤد)

❖ ❖ ❖

یہ قرآن اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنھیں لوگ سمیٹ رہے ہیں [یونس ۱۰:۵۸]

کیا آپ نے اِن کُتب کا مطالعہ کیا ہے؟

قرآن مجید سے اپنا تعلق جوڑیے

قرآن حکیم : مقصد، پیغام، تقاضے	۱۰ روپے
قرآن پر عمل	۱۲۰ 〃 〃
قرآن کی دعوت انقلاب	۱۸ 〃 〃
قرآن سے غفلت	۶ 〃 〃

خُرّم مُرادؔ کے قلم سے

پیغامِ قرآن سیریز [۱۴ کتابچے]	۱۵۵ روپے
سورۃ الفاتحہ کے درس	۳۰ 〃 〃
کلیدِ البقرہ	۳۰ 〃 〃
رب کا پیام	۱۲۰ 〃 〃
قرآن کا راستہ	۱۲۰ 〃 〃
قرآن کا پیغام	۱۰ 〃 〃
قرآن کے عجائب	۸ 〃 〃
آخری سورتوں کے درس۔۱ الشمس تا التکاثر	۱۸۰ 〃 〃
آخری سورتوں کے درس۔۲ العصر تا النّاس	۱۸۰ 〃 〃
البقرہ کے اہم نکات	۱۰ 〃 〃
تلاوت قرآن کے آداب	۱۳ 〃 〃
قرآن میرے دل میں اُترے کیسے؟	۱۳ 〃 〃
قرآنی عربی کے ۱۵ اسباق	زیرِ طبع

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ [اٰلِ عمران ۳:۱۳۲]

اپنا تعلق رسول اللہ ﷺ سے جوڑنے کے لیے

ہماری یہ کتابیں مشعلِ راہ ہیں

احادیث قدسیہ	۵۵ روپے
رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں	۶۰ 〃 〃
سیرت ﷺ کا پیغام	۶ 〃 〃
درود اُن ﷺ پر، سلام اُن ﷺ پر	۸ 〃 〃
اللہ کے رسول محمد ﷺ	۱۳ 〃 〃
سیرت ﷺ کے تقاضے	۱۰ 〃 〃
رسول اللہ ﷺ کا معیارِ زندگی	۱۳ 〃 〃
کلام نبوی ﷺ کی کرنیں	۷۰ 〃 〃
سیرتِ پاک ﷺ کا تاریخی کردار	۱۰ 〃 〃
جنّت کا سفر	۲۷۵ 〃 〃
چند تصویریں: سیرت ﷺ کے البم سے	۱۸ 〃 〃
IMAGES from the Prophet's Life Album	۶۰ 〃 〃
Who is MUHAMMAD?	۶۰ 〃 〃
چہل احادیث	۲۰ 〃 〃
چالیس احادیث	۲۰ 〃 〃
خطباتِ رسول ﷺ	۴۰ 〃 〃
محمد ﷺ	۱۳ 〃 〃
جلالِ نبوی ﷺ	۶۰ 〃 〃

نقد یا ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں یا وی پی طلب کریں

منشورات

آپ کی لائبریری کے لیے منشورات کی کتب

قرآن پر عمل سے
خواتین کے معاشرتی مسائل کا حل:
منفرد تجربے، خواتین کی اپنی زبانی

سمیہ رمضان

۵۵ صحابہؓ کی
زندگیوں کے
ایمان افروز واقعات

خالد محمد خالد

48 نومسلموں کے
قبول اسلام کے ایمان افروز واقعات

مرتب
خالد حامدی فلاحی

اخوان المسلمون کی ۱۶ مجاہد خواتین جنھوں نے ایک نئی تاریخ رقم کی۔
عصرِ حاضر میں غلبہ دین کے لیے کام کرنے والی ہر اسلامی تحریک سے
وابستہ ہر فرد کے لیے ایک رہنما کتاب ــــــ ہر گھر کی ضرورت

مریم السید ہنداوی

اخوان المسلمون کے رہنما
حسن البناء شہید کی داستان حیات
جو داعیان حق کے لیے راہِ عمل ہے

ڈاکٹر اختر حسین عزمی

مُراد کرناز کی روداِد اسیری
عبرت ناک ـــــ لرزہ خیز
تقریظات
الطاف حسن قریشی، اوریا مقبول جان، عظیم سرور

مُراد کرناز

پاکستان کے پہلے آمر مطلق جنرل ایوب خان کے اس
عہدِ ستم کی داستان جب سید مودودیؒ کی قیادت میں قافلہ
سخت جاں پابند سلاسل کر دیا گیا۔

پروفیسر خورشید احمد

خُرّم مُرادؒ
کے ان خطوط کا مجموعہ جو انھوں نے
ایام اسیری میں ڈھاکہ جیل سے تحریر کیے
ہر تحریک کے ہر کارکن کے لیے قیمتی یادداشتیں

خُرّم مُرادؒ

مسلم اُمّہ اور وطن عزیز کے سلگتے مسائل
حکمرانوں کی بے حسی اور کم ہمتی کا ذکر
صغیر قمر کے دل نشیں انداز میں

صغیر قمر

منشورات

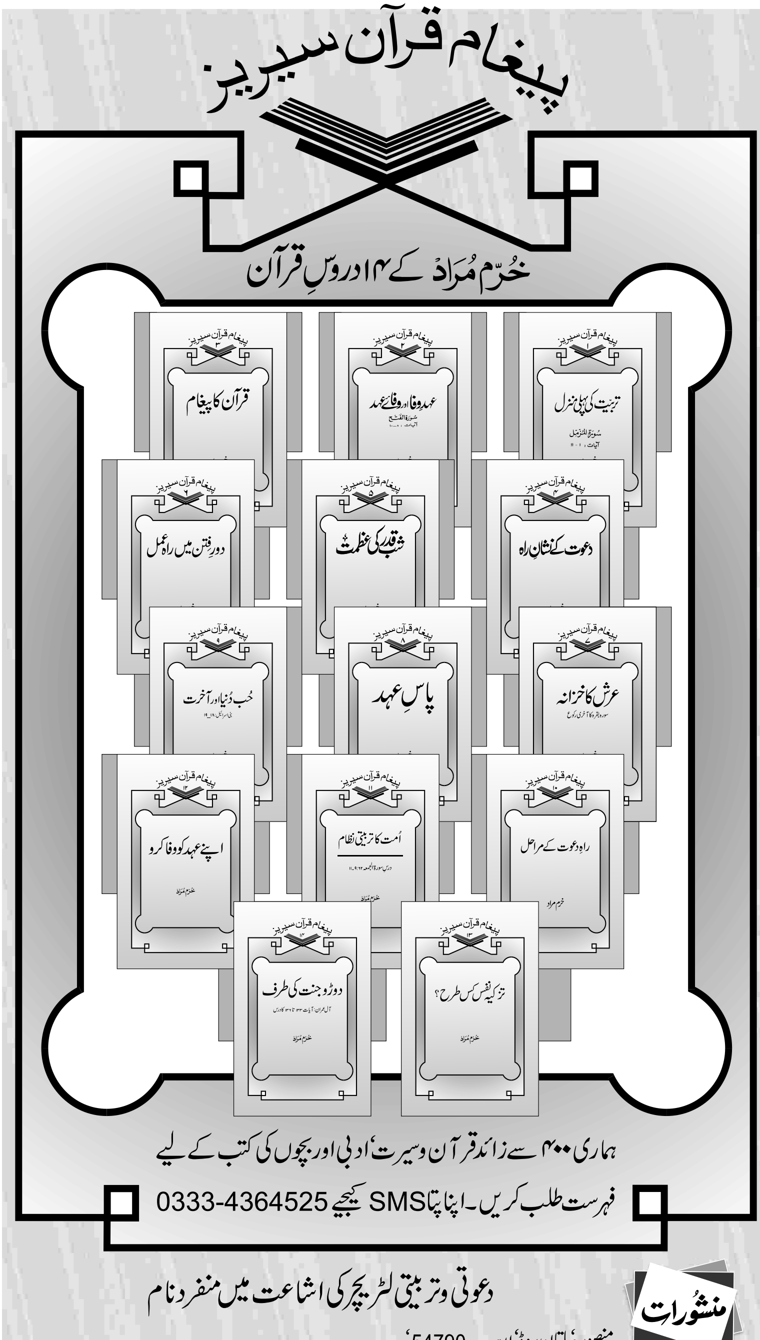
پیغام قرآن سیریز
خرم مراد کے ۱۴ دروسِ قرآن
تربیت کی پہلی منزل
عہد وفا اور وفائے عہد
قرآن کا پیغام
دعوت کے نشانِ راہ
شب قدر کی عظمت
دورِ فتن میں راہِ عمل
عرش کا خزانہ
پاسِ عہد
حُبِ دُنیا اور آخرت
راہِ دعوت کے مراحل
اُمت کا تربیتی نظام
اپنے عہد کو وفا کرو
تزکیہ نفس کس طرح؟
دوڑو جنت کی طرف
ہماری ۴۰۰ سے زائد قرآن وسیرت، ادبی اور بچوں کی کتب کے لیے
فہرست طلب کریں۔ اپنا پتا SMS کیجیے 0333-4364525
دعوتی وتربیتی لٹریچر کی اشاعت میں منفرد نام
منشورات
منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790

مصنف کی دیگر کُتب

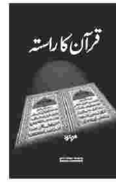

زندگی کا سفر طے ہر شخص کو کرنا ہے‘ یہ سفر قرآن کے راستے پر طے کرنے کے لیے ایک راہ نما کتاب‘ قرآن سیکھنا چاہنے والوں کی ناگزیر ضرورت

خرّم مُرادؔ کے دل نشین انداز میں۔ زندگی کے مختلف دائروں کے لیے اللہ کے رسول کی عملی رہنمائی۔ احادیث کے یہ **۲۱** مطالعے آپ کو وہ راستے بتاتے ہیں جن پر اس دنیا میں سفر کر کے آپ اپنی منزل جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔

حالیہ تناظر میں تحریکی زندگی اور ذاتی تربیت و تزکیہ کے لیے زادِ راہ

ہر سطح کے ذمہ دار اور کارکن کے لیے مشعلِ راہ

آج کے اہم ترین موضوع پر **خرّم مُرادؔ** کے قلم سے معرکہ آرا تحریریں

اس کتاب میں خرّم مُرادؔ کے وہ جوابات جمع کر دیے گئے ہیں جو ماہنامہ ترجمان القرآن میں رسائل و مسائل کے عنوان سے شائع ہوتے رہے۔ دعوت، تزکیہ نفس، خواتین، معاش اور دیگر متفرق امور کے بارے میں آج کے دور میں پیش آنے والے 83 سوالات کے قرآن و سنت کی رہنمائی میں شافی جوابات۔

تحریک اسلامی: اہداف‘ مسائل‘ حل

تحریک اسلامی کے مختلف گزرتے مراحل پر بصیرت افروز رہنمائی

منشورات کی دیگر کتب و کتابچوں کے لیے رابطہ کریں

منصورہ‘ لاہور۔ فون: ای میل: manshurat@hotmail.com